حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

مدارس عربیہ کے جدید فضلاء کی خدمت میں وقت کا ایک بڑا جہاد

۸ستمبر ۱۹۹۶ء کے الوادعی جلسہ میں فضلاء کرام ندوۃ العلماء کونصیحت ووصیت

ایک وصیت:

فرزندان عزیز: میں اس مجلس کے لئے اور یہاں سے فارغ ہوکر جانے والوں کے لئے اس سے بہتر پیغام اوراپنے مطالعہ ومعلومات اوراپنے علمی ذوق وجستجو میں اس سے بڑھ کر کوئی وصیت نہیں پاتا جس میں حضورؐ نے سفر پر جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا: استودع الله دینك وامانتك وخواتیم عملك: (میں اللہ کے حوالے کرتا ہوں تمہارا دین، اورتمہاری امانت اورتمہارے خواتیم اعمال)

ان الفاظ میں امانت کا لفظ ایسا ہے کہ جس کے مفہوم کوایک مفرد لفظ سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا،ضمیر کی بیداری، احساس فرائض کی ادائیگی، اللہ تعالیٰ کا خوف، انسانوں سے محبت، احکام الٰہی کا احترام اوران پرعمل، یہ سب مفاہیم اسی ایک لفظ میں شامل ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ أَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا (الاحزاب:۷۲۔۷۳)

ہم نے (بار) امانت آسمانوں اورزمین پر پیش کیا توانہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا، اوراس سے ڈر گئے، اورانسان نے اس کواٹھالیا بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا۔

دین امانت اورحسن خاتمہ

عزیزو! میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ان تینوں چیزوں کوگرہ میں باندھ لیجئے، بلکہ لوح دل پر لکھ لیجئے: دین، امانت اورحسن خاتمہ، ان میں خواتیم اعمال کی ذمہ داری آپ پر اس طرح کی نہیں ہے جس طرح کی دین وامانت کی ذمہ داری آپ پر ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے کرنے کی چیز ہے، لیکن اس کے لئے بھی کچھ اسباب ہیں کچھ صفات وخصوصیات ہیں جن کا آپ کے اندر ہونا ضروری ہے، وہ ہے آپ کا طرزعمل، آپ کا عقیدہ

اورآپ کا عمل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسن خاتمہ کا فیصلہ ہوگا وہی حسن خاتمہ نصیب کرے گا۔شرط یہ ہے کہ ان بنیادی صفات سے آپ متصف ہوں جن پر ہر مومن کے حسن خاتمہ کا انحصار ہے۔

عزیزو! میں صاف صاف کہتا ہوں، اوراس میں کسی اشارے کنایے سے کام نہیں لیتا، کہ آپ نماز پنجگانہ کی پابندی کریں، نوافل وتسبیحات کو بھی ترک نہ کریں۔تاکہ معلوم ہوکہ آپ کسی دینی درسگاہ سے پڑھ کرآئے ہیں، مسجد کی طرف جانے میں، بلکہ تمام کاموں میں ثواب کی نیت کریں۔ میں یہ اس لئے کہہ رہاہوں کہ جومنزلیں اورجو امتحانات اورآزمائشیں آپ کو پیش آنے والی ہیں، اور یہ ملک بلکہ ملت اسلامیہ جس راستہ سے گزررہی ہے، پھر معاشی ذمہ داریاں، خاندان کی پرورش کا مسئلہ ہے، پھر جواخلاقی بیماریاں اورامراض ہیں، وہ سب نماز کی ادائیگی میں فرق پیدا کرسکتے ہیں، اوراس کی طرف سے توجہ ہٹاسکتے ہیں۔

مسلک ولی اللّٰہی کواپنا دستور العمل بنائیں

مگر اس نماز سے بھی پہلے بنیادی اہمیت عقیدہ توحید کی ہے کہ آپ کا عقیدہ خالص اور بے آمیز توحید کا عقیدہ ہو، اس سلسلہ میں مسلک ولی اللہی آپ کا معیاراورشاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی کتاب تقویۃ الایمان آپ کا دستور العمل ہو، اسی عقیدہ پر ہماری جماعت کی بنیاد پڑی ہے، اس دور میں کم سے کم ہندوستان بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایشیا اور پورے مشرق میں جوفکر سب سے زیادہ عمیق، اور علمی بنیادوں پر استوار اوراسلام کی کلی تعبیر اورصحیح تعبیر کے لحاظ سے، نیز سب سے زیادہ مفید، قابل عمل اوروقت کے اعتبار سے زندہ اورطاقتور بھی ہے، وہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی فکر اور ان کا مسلک ہے، شاہ ولی اللہ کے مسلک سے بہتر کوئی مسلک نہیں۔

آپ حجۃ اللہ البالغہ کا مطالعہ بھی کریں جس میں نظام عبادات کی مربوط تشریح کی گئی ہے، ہماری کتاب ’’تاریخ دعوت وعزیمت کا وہ حصہ خاص طور پر پڑھیں جوشاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ سے متعلق ہے۔ اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ فکر ولی اللہی سے بڑھ کر ترقی یافتہ، عالمانہ، محققانہ، حقیقت پسندانہ کوئی اور مکتب تجدید واصلاح اورمکتب دعوت نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پورے عالم اسلام میں نہیں، پورے عالم اسلام میں اس کی نظیر نہیں، آپ اس مسلک کو اپنالیں اوراس کو دستور العمل بنائیں۔

زہد واستغناء

تیسری بات یہ ہے کہ آپ زہد واستغناء کی ایسی مثال قائم کریں کہ بڑی سے بڑی حکومت وسلطنت آپ کو نہ خرید سکے۔اس دین کے اب تک باقی رہنے کا ایک راز یہ بھی ہے کہ ربانی وحقانی علماء کوآج تک کوئی خرید نہیں سکا، شیخ سعید حلبی کا مشہور واقعہ ہے کہ وہ جامع اموی میں بیٹھے درس دے رہے

تھے ان کے پاؤں میں تکلیف تھی جس کی بناء پر پاؤں پھیلائے تھے کہ اتنے میں شام کا گورنر آیا جو بڑا سفاک اور جبار قسم کا حکمران تھا اور معمولی بات پر گردن اڑا دیا کرتا تھا، شیخ اسی حالت میں درس دے رہے تھے کہ گورنر اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آیا، وہ کچھ دیر تک حلقۂ درس کے پاس کھڑا دیکھتا رہا، شیخ بے نیازی سے اپنے کام میں تھے یہ صورت حال دیکھ کر طلبہ نے اپنے کپڑے سمیٹ لئے کہ کہیں اس مجلس میں ہمارے شیخ کی گردن نہ اڑا دی جائے جس کے خون کے چھینٹے ہمارے کپڑوں پر پڑ جائے، گورنر تھوڑی دیر کھڑا رہ کر واپس چلا گیا۔اس نے وہاں سے اشرفیوں کا توڑا شیخ کو بھیجا کہ یہ قبول کرلیں، شیخ نے یہ توڑا یہ کہتے ہوئے واپس کردیا کہ اپنے آقا سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ ’’جو پاؤں پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا‘‘ سلم علی مولاك وقل له :من یمد رجله لایمد یده

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا واقعہ

اسی طرح کا ایک قصہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ہے کہ ان کو سردیوں میں دھوپ لینے کی ضرورت تھی، سڑک کے کنارے کی طرف پاؤں پھیلائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔معلوم ہوا کہ بادشاہ کی سواری گزرنے والی ہے۔لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! ابھی بادشاہ کی سواری گزرنے والی ہے، آپ پاؤں سمیٹ لیتے تو اچھا تھا۔آپ نے یہ سن کر بڑا بلیغ جملہ کہا: ’’جو ہاتھ سمیٹ لیتا ہے، اس کو پاؤں سمیٹنے کی ضرورت نہیں‘‘ یعنی بادشاہ کی مدد سے جو ہاتھ سمیٹ لے، اس کی کوئی مدد قبول نہ کرے تو پھر اس کو پاؤں سمیٹنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

اپنے ضمیر کو آزاد رکھیں

آپ اپنے کو پوری طرح آزاد رکھئے، کسی حکومت کی سرپرستی اور کسی مالی سرچشمہ اور سرپرستی سے آزاد رہیے، اس وقت یہ عام ہوا چلی ہوئی ہے۔عربی پڑھنے والے خلیجی ملکوں میں اور خاص طور پر سعودی عرب جاتے ہیں تاکہ بڑی نوکری تلاش کریں، میں بڑی صفائی سے کہتا ہوں کہ اس ملت کا سب سے بڑا فریضہ اور وقت کا جہاد یہ ہے۔جس کی اللہ کی یہاں بڑی قدر و قیمت ہوگی۔کہ آپ بلاد عربیہ دعوت دینے کیلئے جائیں، جہاں سے ہمیں ایمان کی دولت ملی، ان عربوں کو ان کا فریضہ یاد دلانے کیلئے جائیں، آپ کے عربی پڑھنے کی یاد دلانے کیلئے جائیں، آپ کے عربی پڑھنے کی یہی قیمت ہے۔الحمد للہ یہاں ایسا لٹریچر تیار ہوگیا ہے جس نے وہاں تک ہماری آواز پہنچائی، عرب قوم پرستی کے خلاف سب سے زیادہ مؤثر اور طاقتور آواز ندوۃ العلماء سے بلند ہوئی۔

عزیزو! آپ اپنے ضمیر کو آزاد رکھیں، اور اپنے جسم کو بھی آزاد رکھیں، اس وقت بہت بڑا خطرہ پیدا ہوگیا ہے، وہ خطرہ یہ ہے کہ اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہوں کیلئے باقاعدہ تحریک چلائی جارہی ہے کہ

انہیں حکومت کے خزانے سے تنخواہیں اورتمام سہولتیں دی جائیں ، اس کا مطلب یہی ہوگا کہ اماموں سے الیکشن کے موقع پر کام لیا جائے گا،مسلم پرسنل لا بورڈ کے خلاف کام لیا جائے گا۔اس لئے کہ جب مساجد محکمہٗ اوقاف کے ماتحت ہوں گی، اوروہ سرکاری ملازم قرار پائیں گے، توایسے ائمہ مساجد کے ممبروں سے آزادی کیساتھ دین کی بات نہیں کہہ سکیں گے، اسلئے آپ اپنے دین کی حفاظت کیجئے ،عقائد کے لحاظ سے بھی اورفرائض کے اعتبار سے بھی۔

اصلاح معاشرہ اورآپ کی خصوصی ذمہ داریاں

امانتك کا مطلب یہ ہے کہ ملت کی طرف سے اللہ اوراس کے رسولؐ کی طرف سے آپ پرکیا ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں ، ملت کن خطرات سے گزررہی ہے ، کس وادی پرخار سے وہ گزر رہی ہے ، آج مسلم پرسنل لا بورڈ کومٹانے کی کیسی کیسی کوششیں کی جارہی ہیں ،مشرکانہ تعلیم کے ذریعہ جبری طور پر نئی نسل کوکس طرح نئے سانچے میں ڈھالنے کی سرتوڑ کوشش ہورہی ہے اور یہ منصوبہ ہر جگہ تیار ہے کہ مسلمان صرف نام کے باقی رہیں باقی ان تمام خصوصیتیں ختم ہوجائیں ، اس ملک کواسپین بنانے کی زبردست سازش کی جارہی ہے۔

آپ کو اصلاح معاشرہ کا کام بھی کرنا ہے کہ یہ بھی (دینکم) میں شامل ہے ، اس وقت جاہلی رسوم ورواج وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہیں ۔ دولت پرستی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ معمولی چیز کی خاطر جانیں لی جارہی ہے، آپ کواس کے خلاف بھی مہم چلانی ہے، بلکہ اس مہم کی پوری ذمہ داری آپ کوقبول کرنی ہے پھرثقافتی اورفکری لحاظ سے ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی آپ کوحفاظت کرنی ہے، رسم الخط اورکلچر کے لحاظ سے بھی اورزبان کے اعتبار سے بھی ، اگرآپ قربانیاں دیں گے، زہدواستغناء سے کام لیں گےتو اللہ تعالیٰ آپ کی مددفرمائے گا، یہ ملت اپنے تشخصات کے ساتھ باقی رہے گی۔

حفاظت دین کا وعدہ

اور یہ دین باقی رہنے ہی کے لئے آیا ہے ، اس وقت یہودیت ، عیسائیت ، ہندوازم ، بودھ ازم ، تمام ادیان ومذاہب نہ صرف بدل گئے ، بلکہ ان کی اصل شکل ایسی بگڑگئی کہ ان کو پہچاننا ناممکن ہوگیا ہے ، پھران مذاہب وادیان میں طویل عرصہ سے اصلاح وتجدید کی کوئی تحریک نہیں اٹھی ، اسی وجہ سے یہ سب مٹ گئے ،صرف اسلام اپنی اصل شکل میں روح کے ساتھ باقی ہے ،عقائد سے لےکرفرائض تک ،سنن سے لےکر مستحبات تک ، اخلاق سے لیکر معاملات اورتہذیب تک سب باقی ہے۔قرآن باقی ہے اوراس کی زبان باقی ہے اس کا ایک ایک حرف بلکہ حرکات وسکنات تک باقی ہے ۔اس کی بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بقاء کی ذمہ داری لی ہے اورفرمایا کہ اسلام ایک مکمل اور پسندیدہ دین ہے : ”ان الدین عنداللہ الاسلام :“آل عمران ۱۹“ (دین توخدا کے نزدیک اسلام ہے) اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ

اَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَ رَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ [المائدۃ3:5] آج ہم نے تمہارے دین کامل کردیا، اوراپنی نعمتیں تم پر پوری کردیں۔)

دوسری وجہ یہ ہے کہ مجددین اور مصلحین کا تسلسل ہے جو اس امت کی تاریخ میں کبھی ٹوٹتے نہیں پایا، یہ واحد دین ہے جس میں کوئی صدی اورکوئی ملک خالی نہیں رہا۔ اگر چہ اس کا پورااستیعاب سے کام لیا گیا ہے، ہماری کتاب ''تاریخ دعوت وعزیمت'' میں دوسرے ملکوں کے مجددین کا بھی ذکر ہے۔

علمی سفر کبھی ختم نہیں ہوتا

آخر میں آپ سے کہوں گا کہ اپنے ادارے سے تعلق رکھیے، بہت سے لوگ ہیں جو فارغ ہونے کے بعد یہاں آئے بھی نہیں، اس کا منہ نہیں دیکھا، اورنہ معلوم کیا کہ اس پر کیا گزری اورگزررہی ہے۔

اسی کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ اپنا مطالعہ جاری رکھئے کہ علمی سفر کبھی ختم نہیں ہوتا، علم برابر تازہ ہوتا رہتاہے، اس میں ترقی بھی ہے، تغیر بھی ہے، پھیلاؤ بھی ہے، یہاں کے ترجمان ''البعث الاسلامی "الرائد"'' اورتعمیر حیات کا مطالعہ کیجئے۔ دارالمصنفین اورمجلس تحقیقات اورنشریات اسلام نے ماشاءاللہ اچھاخاصا لٹریچر تیار کردیا ہے، اپ ان کو پڑھیں اورفائدہ اٹھائیں۔

ندوۃ العلماء کے قیام میں وقت اورنبض شناسی اورملت کی حاجت جیسے محرکات شامل ہیں، یہی محرکات تھے جنہوں نے عالم ربانی مولانا محمد علی مونگیری رحمہ اللہ کے دل میں تحریک پیدا کی، چونکہ وہ عیسائیت کے رد میں مناظرے بھی کرتے تھے، اس سے ان کو اندازہ ہوا کہ انگریزی زبان سے اورانگریزی مصنفین کے اسالیب سے واقفیت ضروری ہے، چونکہ مستشرقین ایک خاص مقصد کیلئے کام کررہے تھے، اوربڑی ذہانت اورہوشیاری سے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ کومتاثر کررہے تھے۔ اس لئے کہ وہی طبقہ اقتدار میں آتا ہے، بلادعربیہ میں اس وقت وہی طبقہ برسراقتدار ہے، جو یورپ وامریکہ کا تعلیم یافتہ ہے، اس لئے ایسی صورت میں ہمیں اس کی خاص طور سے تیاری کرنی ہوگی کہ ایسا لٹریچر تیار کریں جو تعلیم یافتہ ذہنوں کومتاثر کرے، اوراسلام کی ہر دور میں انسانی قیادت کی صلاحیت پر ایمان ان کے ودماغ میں راسخ کرے، اس طبقہ کومطمئن کرنے کی تیاری بھی آپ کے ذمہ ہے، حالات اوررجحانات کا برابر محاسبہ کرتے رہنا بھی ندوی فضلاء کی ذمہ داری ہے، آپ کومعلوم ہونا چاہئے کہ یہ طبقہ کون سی زبان سمجھتاہے، کون سے دلائل اس کے سامنے پیش کرنے چاہئیں، کس اسلوب میں اس سے گفتگو کرنی چاہئے۔

اس مجلس میں جن عزیزوں نے اپنے تأثراتی مقالے عربی اوراردو میں پیش کیے اورتقریریں کی گئیں، وہ ہمارے توقع سے بڑھ کرتھیں، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ استعداد نہ صرف قائم رہے گی، بلکہ مزید ترقی کرے گی اورثمرآورہوگی۔ (بشکریہ تعمیر حیات لکھنؤ)